Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 4, Issue 2
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

شہباز انجم

اسکالر پی ایچ ۔ڈی اُردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر ارشد محمود ناشادؔ

شُعبہ اُردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

عارف عبدالمتین کی نعت گوئی کا مجموعی آہنگ

Shahbaz Anjum
PhD Urdu Scholar, Allam Iqbal Open University, Islamabad.
Dr. Arshad Mehmood Nashad
Department of Urdu, Allam Iqbal Open University, Islamabad.

Poetic Harmony In Arif Abdul Mateen's Naa'atya Poetry

Naa'at is a form of religious poetry that is recited in praise of the Prophet Muhammad (peace be upon him). The word "Naa'at " is derived from the Arabic word "nath," which means "praise. "The content of Naa'ats usually includes descriptions of the Prophet Muhammad's character (seerat), his life, and his teachings. Naa'at can also be used to express the devotion and love that Muslims feel towards the Prophet Muhammad. Arif Abdul Mateen wrote in all forms of poetry and prose but his Naa'at genera have special mental thought process and evolution as a journey from communist thoughts to prospects of religion. He in his Naa'atia poetry, basically initiated a heart touching dialogue with Prophet Muhammad (PBUH) and expected solutions of modern day humanitarian problems from the greatest Reformer and top rank HUMANBEING so he made it a social dialogue rather than mere praise and verbosity. In expression of Naa'at arif's main focus remained on the philosophical view of developmental, peaceful, progressive and balanced human society as per core Islamic values. His style (Usloob) is having visual and sensory effects embedded with creative, decorated, symbolistic, impressive and articulated treasure of words flavoured with historical imagery. He created Naa'at on the modern poetic norms, which can be seen in each couplet soaked with powerful syntax and images.

Keywords: (religious Poetry, Socialism, Communist Revolution, Expression of Naa'at, Humanitarian Problems, Powerful Syntax, Heart Touching Dialogue, Islamic Revolution, Universal Harmony, Effective Social Services, Exemplary Stylistic Naa'at)

کلیدی الفاظ: نعتیہ آہنگ، مبالغہ آرائی، ترقی پسند تحریک، انقلابی گھن گرج، مؤثر سماجی خدمات، ظلم وجبر، سرمایہ دارانہ نظام تاریخِ اسلام، ذہنی وفکری شعور، ابدی پیغام ، عالمگیر امن ووحدت، حرمتِ نعت، فکرِ رسالت، فلسفہ مادیت، اسلامی انقلاب، ادب شناسی، مثالی اُسلوب۔

''فروغِ نعت''کا لفظ جیسے ہی ہماری سماعتوں میں رس گھولتا ہوا روح پر سرخوشی بن کر چھانے لگتا ہے تو ہمارے قلوب واذہان میں فوراً نورِ مجسم پیغمبرِ انقلاب، نبی آخرالزماں

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ہمارے ایمان کو حلاوت، احساس کو لطافت اور زیست کو سعادت کا سامان بہم پہنچانے میں پوری معاونت کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

حرم نعت میں انسان اپنی مرضی سے داخل نہیں ہو سکتا، اس کے تقاضے منفرد اور جداگانہ ہیں۔ نورِ مجسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق و محبت اور سیرت ِ طیبہ سے روشنی حاصل کر کے، اپنے دل و دماغ کو فکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منور کرنے کے بعد جو کلام بھی قرطاس پر قلم بند کیا جائے گا تو قدرت اُسے شہرتِ تمام اور بقائے دوام کے اعزاز سے سرفراز فرمائے گی۔

چنانچہ ناقدین اس بات پر متفق ہیں کہ نعت نگاری اُم الحسناتی یعنی (تمام نیکیوں سے بڑھ کر ہے) درباری شعرا بادشاہوں کی شان میں انعام اور صلہ پانے کی غرض سے مبالغہ آرائی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے مگر نعت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں اور جس نے اپنے حصے کا جتنا بھی کام کیا ہو دعوی نہیں کر سکتا کہ میں نے حق ادا کر دیا ہے۔ آخر پر وہ عاجزی سے کہتا ہے کہ ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر''۔

دنیاوی مشاغل کی وجہ سے ہمارے اندر جذبہ ایمانی اور عشقِ رسالت سُست پڑنے لگتا ہے تو نعت کے ذریعہ اُسے بیدار کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ اسی تناظر میں مولانا الطاف حسین حالی ؔ نے بھی کہا کہ شاعری ایک مفید عمل ہے، اور اس کی تاثیر بھی تسلیم شدہ ہے۔ یقیناً شاعری کا سہارا لے کر بڑے بڑے مقاصد حاصل کیے گئے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے برصغیر کے مسلمانوں میں انقلابی شاعری کے ذریعے جذبہ حریت پیدا کیا تو اُس کے ثمرات اور تاثیر آج بھی ہم محسوس کر رہے ہیں۔ اس طرح جو شاعری ایک فکر، ایک نصب العین اور ایک نظریئے پر تخلیق کی جائے گی وہ تاریخ کا حصہ بنے گی اور گردشِ دوراں سے محفوظ ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت کا جذبہ ہر مسلمان میں فراواں ہے شعرا کے شعری مجموعوں پر اِک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے شاعر نے آغاز ہی میں حمدیہ اور نعتیہ اشعار کہہ کر اپنے ایمانی جذبے کا اظہار کیا ہے۔ ایسے شعرا خال خال ہی نظر آتے ہیں جنھوں نے شعری مجموعے نعت نگاری پر پیش کر کے اپنی منفرد و ممتاز شناخت بنائی اور ایسے شعرا ہی نمائندہ نعت گو شعرا کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔ ان میں ایک اہم نام عارف عبدالمتین کا بھی ہے۔ احمد ندیم قاسمی کی طرح وہ بھی ترقی پسند تحریک سے متاثر تھے مگر انھوں نے کبھی بھی مذہب کی مخالفت نہیں کی۔ شاعری کا ملکہ قدرت کی طرف سے عطا اور ودیعت ہوتا ہے۔ سونے پہ سہاگہ یہ کہ انھوں نے اسلام اور سیرتِ پیغمبر کا گہرا مطالعہ کیا اور اسلامی نظریہ حیات کو سمجھا تو اُن پر حکمت و بصیرت کے مقفل دروازے وَا ہوتے چلے گئے۔ اُن کی زندگی میں ایسا موڑ بھی آیا کہ وہ بے کسوں، بے نواؤں کی دستگیری کرنے والے محبوبِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی میں شبانہ روز مصروف دکھائی دیے۔

جس طرح اُن کی شاعری میں انقلاب کی گھن گرج نمایاں تھی وہی اثرات اُن کی نعت میں بھی محسوس کیے جا سکتے ہیں، اسی تناظر میں شعر دیکھیے۔

ہر ایک گل سے جھلکتا ہے رنگ و بو تیرا

کہ گلستان کے رگ و پے میں ہے لہو تیرا (۱)

عارف عبدالمتین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف مسلمانوں کا رہبر و راہنما ہی نہیں سمجھتے بلکہ وہ اُنھیں انسانیت کا خیر خواہ سمجھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے حق میں بھی دعائیں کی ہیں۔ اس لیے آپ کی تعلیمات اور سیرتِ طیبہ ہر عہد پر صادق ہے۔ احترامِ انسانیت رواداری، باہمی ہمدردی اور خوش خلقی و راست بازی ہی امن و سلامتی کی بنیاد ہیں۔ آپ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کی بدولت ریاستِ مدینہ جنتِ ارضی کا منظر پیش کر رہی تھی کہ جہاں عدل و انصاف اور شفاف احتساب کا نظام قائم تھا۔ جہاں سب کے حقوق متعین تھے، کوئی بھوکا نہ سوتا تھا، مظلوم یا سوالی جس وقت بھی آتا اُسے فوری انصاف ملتا اور دادرسی ہوتی۔ اس لیے عارف عبدالمتین آپ ﷺ کے مثالی طرزِ معاشرت اور مؤثر سماجی خدمات کی وجہ سے والہانہ لگاؤ رکھتے ہیں۔ چنانچہ نعتیہ شاعری ہر عہد میں فکر و شعور اور علم و عرفان کے چراغ جلانے والوں کے لیے باعثِ افتخار رہی ہے۔

دورِ نبوی ﷺ سے لے کر عصرِ حاضر تک ہر زبان کے ممتاز شعرا نے اپنا بہترین ارمغانِ عقیدت بارگاہِ رسالت میں نذر کیا ہے۔ سرزمین عرب ہو یا عجم ہر جگہ نعتِ رسولؐ کے زمزمے گونجتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ اُردو، عربی، پنجابی، ہندی اور فارسی سمیت اَن گنت زبانوں کے مدحت نگار توصیفِ محبوبِ خدا کو مقصودِ حیات بنائے ہوئے ہیں۔ دورِ ماضی ہو یا زمانہ حال یا پھر دورِ استقبال الغرض نعت ہر زمانے کا فخر و اعزاز رہی ہے۔ بعض اوقات تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ زبانیں اسی لیے وجود میں آئی ہیں کہ ان کے وسیلے سے محبوبِ خدا محمدِ مصطفیٰ ﷺ کی صفت و ثناء کا حق ادا کر سکیں، اسی تناظر میں عارف عبدالمتین کا ایک اچھوتا انداز دیکھیے۔

ہر ایک گام ہو طائف سا مرحلہ درپیش
ستم اُٹھاؤں کسی کو مگر برا نہ کہوں

(۲)

عارف عبدالمتین کا یہ خوبصورت شعر اُن کے اسلامی فکر سے والہانہ لگاؤ اور تاریخِ اسلام کے مطالعے کی گہرائی و گیرائی پر دلالت کرتا ہے۔ آپؐ جب اہلِ مکہ کے ظلم وستم اور اُن کی رعونت کو دیکھ چکے تھے تو سفرِ طائف اختیار کیا آپ نے حکمِ خداوندی کے مطابق ہجرت بھی کی، آپ کا سماجی بائیکاٹ بھی تین سال تک جاری رہا تو قدم قدم پر مشکلات درپیش رہیں۔ آج بھی اہلِ حق پر ظلم وستم کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے، ہمیشہ اہلِ حق اور اہلِ اسلام کو ظلم وجبر کا سامنا رہا، اگر برصغیر پاک وہند پر اِک نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر پاک وہند پر غلامی کے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ خاص طور پر اسلامیانِ ہند انگریزی سامراج اور ہندوؤں کی مشترکہ غلامی میں پِس رہے تھے۔ اس صورتِ حال کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مسلمان شعرائے اُردو نے رومانوی شاعری سے آگے بڑھ کر نعت گوئی کا سہارا لیا اور اپنے دِل ودماغ کو یادِ محبوب خدا کی خوشبو سے معطر کرنے کے ساتھ ساتھ دُنیا کو اسلام اور ذاتِ رسول ﷺ ذکرِ مبارک سے روشناس کرنے کا بیڑا اُٹھایا۔

آج بھی فروغِ نعت کی ضرورت ہے، کیوں کہ ہم پہلے جسمانی غلام تھے اور آج ذہنی وفکری غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ روحانی، ذہنی وفکری آزادی کے لیے اور دِل ودماغ میں جذبہ عشقِ رسالت سے سرشاری کے لیے نعت نگاری کے سلسلے کو جاری رہنا چاہیے، چنانچہ تنویر اعظم رِفعتِ نعت کے حوالے سے یوں اپنی رائے پیش کرتے ہیں۔

"ہر ایوان اپنی مضبوط بنیادوں پر کھڑا ہوتا ہے، اور ایوانِ نعت کا کیا کہنا، اس کی پائیداری شامِ اَبد کو چھوتی ہوئی نظر آتی ہے"۔ (۳)

فنِ نعت گوئی اتنا آسان اور سادہ نہیں کہ ہر شخص کوچۂ نعت میں قدم رکھے۔ یقیناً نعت گوئی تلوار کی دھار پر چلنے کا عمل ہے، اس لئے اسی کے تقاضوں اور معیارات سے آشنائی ضروری ہے۔ ذرا سی بھی لغزش سرزد ہوئی تو ساری محنت ضائع ہونے اور آخرت میں ندامت ورسوائی کا مرتکب ٹھہر سکتا ہے۔ چنانچہ عارف عبدالمتین حرمتِ نعت کی پوری پاسداری کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، اسی تناظر میں شعر دیکھیے۔

بہت قریب ہے تو بھی مری رگِ جاں کے
خدا نہیں ہے مگر ہاں خدا نما تو ہے

(۴)

بعض نعت گو شعرا مدحت سرائی میں رب العالمین اور رحمت اللعالمینؐ میں فرق کو یکسر مٹادیتے ہیں مگر عارف عبدالمتین کے نعتیہ مجموعے کا بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے توحید ورسالت میں جو فرق اور حدِ فاصل قائم ہے اُن حدود وقیود کا پورا لحاظ رکھا ہے، اسی تناظر میں لُبنیٰ نثار کی رائے، بہت اہمیت کی حامل ہے۔

"عارف عبدالمتین بھی نعت گوؤں کے کاروان کے ایک فرد ہیں آپ نعت گو شعرا کی طرح حضور ﷺ کی رسمی خدمت وتوصیف پر ہی اپنی توجہ مرکوز نہیں رکھتے بلکہ حضور ﷺ کے اَبدی پیغام کو عوام الناس تک پہنچانا ضروری سمجھتے ہیں"۔ (۵)

سراپا نگاری کے ساتھ ساتھ اگر حضور ﷺ کی تعلیمات، فکرِ رسالت اور مشنِ بعثتِ رسول ﷺ سے آگہی حاصل کر کے اسے نعت کا روپ دے کر قرطاس پر قلم بند کرنا ہی فن کا کمال ہے تو عارف عبدالمتین کی پوری شاعری مقصدِ رسالت پر کماحقہ پوری اُترتی ہے، اگر اُنھیں کاروانِ نعت گو شعرا کا سالار کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا اسی طرح فکرِ رسالت پر مبنی اُن کا اَنچھوتا انداز دیکھیے۔

تو کہ تھا صبحِ ازل شامِ اَبد کا حاکم
ہم کو ہر قیدِ زمانہ سے چھڑایا تو نے

(۶)

ابتدائے آفرینش سے لے کر اَبد تک آپ ﷺ کی نبوت کا سکہ چلنا ہے، اس لیے خالقِ کائنات نے آپ کو قیامت تک رحمت اللعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپ نے انسانیت کی دونوں جہانوں کی بھلائی کے لئے لازوال قربانیاں دیں غلبہ حق کی خاطر جور وجبر سے نبرد آزما ہوئے۔ اپنوں کے طعنے اور غیروں کے دُکھ سہہ کر بھی آپ ﷺ نے دعائیں دیں۔ آپ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کی بدولت آپ ﷺ کے سخت دشمن بھی قدموں پر آکر معافی کے طلب گار ہوئے اور کبھی بھی آپ ﷺ نے اُن کی دِل

آزاری نہیں کی۔ آپ ﷺ کا مقصد انسانوں کو ظلم کے پنجے سے آزادی دلوا کر اُنہیں عزت، خودداری اور پاکیزہ زندگی جینے کے سنہری اُصول سکھانا تھے۔ چنانچہ ڈاکٹر عزیز احسن ،عارف عبدالمتین کی مدح نگاری کے حوالے سے یوں رقم طراز ہیں۔

"شعر و ادب اور فکر و فلسفے کی دنیا میں عارف عبدالمتین کا نام یوں تو پہلے بھی قابلِ اعتبار تھا لیکن جب سے اُنھوں نے نعت گوئی کی اُن کا نام زیادہ روشن ہو گیا، عارف عبدالمتین کی مدح نگاری کسی خارجی تحریک سے شروع نہیں ہوئی بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صداقت کی تلاش میں مادیت کے فلسفوں سے تنگ آکر اُنھیں پیغام نبی ﷺ نے اپنی طرف متوجہ کیا اور اِس طرح اُن پر مدحت گزاری کے در واہو گئے "بے مثال" عارف عبدالمتین کا نعتیہ مجموعہ ہے۔ اُن کی شاعری میں اَدب شناسی کا رچاؤ اور فنی بھاؤ نسبتاً جدید لہجے کے ساتھ جلوہ گر ہے"۔ (۷)

عارف عبدالمتین ترقی پسند تحریک سے وابستہ تھے مگر جب انھوں نے یہ محسوس کیا کہ سرمایہ دارانہ نظام میں غریب پر جبر ہوتا ہے تو اشتراکیت میں بھی اُسے کچھ خاص اہمیت نہیں دی جاتی۔ برابری اور یکساں نظام ایک کھوکھلا نعرہ ہے عملی طور پر کچھ بھی نہیں، تو ترقی پسندیت کے دائرے کی محدودیت ان پر منکشف ہوئی۔ اس انکشاف کے بعد اُنھوں نے اسلامی نظریۂ حیات کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ بے کسوں، بے نواؤں کی عملی طور پر دستگیری کرنے والے اور اُن کے تمام حقوق کی پاسداری کا مضبوط نظام جو داعی اسلام نے پیش کیا ہے اگر اُس کا عملی نفاذ کیا جائے تو امن و سلامتی، خوشی و خوشحالی کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ چنانچہ فکرِ رسالت پر مبنی شعر دیکھیے:

حدیث تیری عمل کا منشور بن کے ہر عہد میں عیاں ہو

ترے حوالے سے ہر زمانے میں اِک نیا انقلاب دیکھوں (۸)

عارف عبدالمتین اس بات پر پورا یقین رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے جو الفاظ بھی ادا ہوئے ہیں وہ مثالی اور خوشحال طرزِ حیات کی پوری ضمانت دیتے ہیں۔ اگر آپ کے فرامین کو عمل میں لایا جائے تو تمام سماجی برائیوں کا خاتمہ یقینی ہے۔ دنیا میں ایک فلسفی اپنا نقطہ نظر واضح کرتا ہے تو کچھ عرصے بعد اُس کے فکر و فلسفہ کے خلاف درجنوں کتب شائع ہو جاتی ہیں اور انسان خود ذہنی اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ مجھے کس کی طرف میلان و رجحان قائم کرنا چاہیے، مگر عارف عبدالمتین کے وسیع مطالعہ اور جہاں بینی نے واضح کیا کہ ایک ہستی اس کائنات میں ایسی ہے کہ جس کے فرامین رہتی دنیا تک صادق آتے رہیں گے۔ درِ رسولؐ ہی وہ آخری پناہ گاہ اور سعادت گاہ ہے کہ جہاں پر آنے والا کبھی بھی مایوس اور ناکام نہیں لوٹ سکتا۔ اسلامی انقلاب ہی معاشی ترقی کا ضامن ہے۔ اسی تناظر میں علیم صبا نویدی اپنی رائے یوں پیش کرتے ہیں۔

"آج نعت، نظم اور غزل کی صنفی حدوں کو توڑ کر آگے نکل گئی ہے اور وقت بدلتے ہوئے تقاضوں پورا کرنے میں کامیاب رہی ہے"۔ (۹)

لانجائنس نے مثالی اسلوب کے جو پانچ مآخذ بیان کیے ہیں اُن میں پہلے دو وہی ہیں یعنی عظمتِ خیال اور شدتِ جذبات، یہ قدرت کی طرف سے ودیعت کردہ ہیں اور باقی تین اِکتسابی ہیں چنانچہ عارف عبدالمتین کی نعت گوئی لانجائنس کے بیان کردہ پانچ مآخذ پر کماحقہ پوری اترتی دِکھائی دیتی ہے۔ اسی تناظر میں آنسہ شوکت چغتائی یوں رقم طراز ہیں۔

"چنانچہ نعت ایک حیرت انگیز تواتر سے محوِ سفر ہے، موجودہ دور میں اور ہر آنے والے دور میں اِس کا آہنگ پہلے سے زیادہ پُرجوش اور اس کا پیغام پہلے سے کہیں زیادہ پُرتاثیر ہوتا جا رہا ہے، عصرِ حاضر کی نعت کا اپنا انداز و اسلوب ہے۔ اس میں کسی مقام پر صورتِ مصطفیٰ ﷺ کی عکاسی اور کسی مقام پر سیرت کے اظہار پر زور اور کہیں ذاتی غم کے حوالے سے بات کہنے کا انداز نمایاں ہے"۔ (۱۰)

جس طرح اُردو شاعری کی روایت بہت قدیم ہے تو بالکل ویسے ہی نعت گوئی بھی عہد بہ عہد اِرتقائی مراحل طے کرتی ہے دورِ قدیم سے لے کر عصرِ حاضر تک اس صنف کا ضخیم سرمایہ کتب خانوں میں محفوظ ہے، عارف عبدالمتین بھی جدید نعت گو شعرا میں نمایاں طور پر اُبھر کر سامنے آتے ہیں، اسی تناظر میں شعر دیکھیے۔

زبانِ رنگ و نسب کا نہیں ہے پابند

کہ بے کراں ہے زمانے میں فیض عام ترا

(۱۱)

عارف عبدالمتین کہتے ہیں کہ جو سچ کی راہ کا طالب ہو وہ چاہے جس رنگ و نسل، قوم اور قبیلے کا کیوں نہ ہو اُس پر ہر صورت فیض نبوت و رسالت پہنچ کر رہے گا۔ حضرت بلال حبشیؓ حق کے طلب گار تھے تو فیضِ رسالت اُن تک پہنچ کر رہا، ابو جہل نے حق سے منہ موڑا اور گمراہی و ضلالت کی گھاٹیوں میں اترتا چلا گیا۔ جدید نعت کے حوالے سے شہزاد احمد کی رائے نہایت اہم ہے۔

"قیامِ پاکستان کے بعد ہمارے شعرا نے نعت کی ضرورت کو بہت شدت سے محسوس کیا، یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں نعت نے مسرت افزا طور پر ترقی کی۔ دینِ اسلام کے نام پر قائم ہونے والی اس مملکت میں ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چرچے عام ہونے لگے ا۔ بلاغِ عامہ کے قومی اور نجی ذرائع نے نعت کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا جس سے نعت گوئی کی رفتار تیز تر ہوتی گئی۔" (۱۲)

مملکتِ خداداد پاکستان اسلامی نظریہ پر قائم ہوئی اور یہاں پر اسلامی شاعری اور خصوصاً صنفِ نعت میں ترقی کی رفتار تیز تر ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں، آج بھی یہ سلسلہ پوری آب و تاب سے جاری و ساری ہے محققین اس بات کا کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ سرزمینِ پاکستان فروغِ نعت کے سلسلے میں مردم خیز ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ نعت کی ضرورت، اہمیت اور افادیت کے حوالے سے افضال احمد انور یوں رقم طراز ہیں۔

"تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے جذبہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کلیدی کردار ادا کیا ہے، روحانی بالیدگی، زبان و دل کی طہارت اور اسلامی معاشرے کے استحکام کے لیے نعت کی اثر آفرینی سے انکار ممکن نہیں عالمگیر امن و وحدت کی منزل تک پہنچنے کے لئے نعتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشعلِ راہ بنایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح نعت، سیرتِ رسولؐ سے آگاہی حاصل کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی آگہی مختلف اقوام و ملل کو ایک مرکز تک لانے میں بنیادی کردار ادا کر سکتی ہے"۔(۱۳)

دُکھ کی بات تو یہ ہے کہ آج نعت میں اصلاحی پہلو کم اور دولت و شہرت نمایاں ہے۔ گیت اور گانوں کی طرز اور دُھن لگا کر نعتیں منظرِ عام پر آ رہی ہیں۔ خلوص، سادگی، مقصدیت اور پاکیزگی ختم ہوتی جا رہی ہے۔ ملاوٹ اور آلات موسیقی طبلہ و سارنگی کے سہاروں نعت خوانی ہو رہی ہے۔ اِن حالات میں ایسے لوگ بھی پائے گئے ہیں کہ جنھوں نے نعتیہ کلام میں اپنا تخلص استعمال کرنے سے گریز کیا۔ شاعرانہ تعلّی کا نعتیہ کلام میں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، عارف عبدالمتین کے پورے نعتیہ مجموعے کا بغور جائزہ لیا جائے تو کہیں پر بھی تخلص استعمال نہیں کیا ہے، یہ اُن کی نعت گوئی سے والہانہ عقیدت اور انتہائی احترام و عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بین ثبوت ہے۔ ڈاکٹر عزیز احسن یوں رقم طراز ہیں۔

"پاکستان میں جب نعتیہ شاعری کا غلغلہ ہوا تو اس فن شریف کی آبیاری کرنے والے شعرا نے موضوع کی عظمت کو شعری رفعتوں سے آشنا کرنے کے لیے غالب کا زمینوں میں نعتیں کہہ کر نعتیہ شاعری کو شاعری کے اعلیٰ نمونوں سے ہم کنار کرنے کی کوشش کی چنانچہ متعدد نعتیہ مجموعے اس رجحان کی عکاسی کے مظہر بن کر منصئہ شہود پر آئے"۔(۱۴)

عارف عبدالمتین بلند پایہ نعت گو شاعر ہیں۔ اُن کے کلام میں پختگی، وسیع مطالعہ، موضوعات میں وسعت، نعت گوئی کے تمام تقاضوں سے پوری طرح آشنا ہے۔ کلام میں جدت، تلمیحات، تشبیہات، استعارات، لفظی و معنوی خوبیاں اُن کے کہنہ مشق شاعر ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ اسی تناظر میں شعر دیکھیے۔

بھٹک رہا ہوں خموشی کے دشت میں کب سے
ترس رہا ہوں صدا کو تری پکار مجھے

(۱۵)

عارف عبدالمتین عہدِ موجود کے تقاضوں سے پوری طرح آگاہی رکھتے ہیں۔ وہ نعت کو محض محبت و عقیدت کی بجائے اس سے کہیں آگے کی چیز سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں انسانیت کو ایک رہنمائے کامل کے جمال سے زیادہ کمال کی ضرورت ہے، تاکہ عصر حاضر کا انسان آپ کے اسوۂ حسنہ کے آفاقی اصولوں کی روشنی میں اپنے مقصدِ حیات کی سمت متعین کر سکے چنانچہ نعت گوئی عارف عبدالمتین کے لیے عرفانِ ذات کا عمل ہی نہیں بلکہ تکمیلِ ذات کی ایک اہم کڑی ہے۔ اُنھوں نے نعت میں قلبی کیفیات و اہداف، اپنی کمزوریوں اور اپنی وابستگیوں کو وسعتِ قلبی سے بیان کیا ہے۔ اگر وہ نعت نہ کہتے تو قلبی آسودگی سے محروم رہتے۔ اس سلسلے میں جو مقام و مرتبہ اُن کو حاصل ہے وہ انتہائی قابلِ فخر ہے۔ اُنھوں نے اردو نعتیہ شاعری میں جو قابلِ رشک اضافہ کیا ہے، لائقِ تحسین ہے۔ چنانچہ عارف عبدالمتین کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے عرش صدیقی کی رائے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔

"عارف کا ہر فعل، اُس کا ہر قول اُس کی گفتگو اُس کی چال ڈھال غرضیکہ اُس کی زندگی کا ہر رویہ خود کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں ڈھالنے کا آرزومند ہے، جو اِس بات کا ثبوت ہے کہ عارف نے مکمل صداقت کا شعور حاصل کر لیا ہے۔ عارف عبدالمتین نے جہاں نعت کے لہجہ میں احترام اور وقار کو بنیادی حیثیت دی ہے، وہاں اُس نے اسلوب اور پیرائیہ اِظہار کو بھی مکمل اِحتیاط کے ساتھ سنوارا ہے، اور یوں فنِ نعت گوئی کی ایک منزل کی جانب بڑھایا ہے، عارف سے پہلے بھی نعت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار کا ذکر بارہا آیا ہے، لیکن جس تسلسل، اِحتیاط اور اہتمام سے عارف نے اس موضوع کو اپنایا ہے، اس کی کوئی مثال برصغیر میں نہیں ملتی"۔(۱٦)

عارف عبدالمتین حقیقت پسند حق و صداقت کی راہوں کے متلاشی تھے۔ بلند تخیل، بالغ نظری، کلام میں پختگی اور اسلوبِ بیاں میں جدت اُن کو قدیم شعرا سے ممتاز کرتی ہے۔ وہ حادثاتی طور نعت گو شاعر نہیں بنے بلکہ اِن مقدس راہوں اور حرمِ نعت تک رسائی حاصل کرنے کی ایک طویل اور اَن تھک جدوجہد کا عزم مصمم کارفرما ہے۔ چنانچہ آپ کی پوری نعتیہ شاعری میں جوش جذبہ کی گھن گرج محسوس کی جاسکتی ہے، اسی تناظر میں جدید نعت گوئی کے حوالے سے محمد عثمان کی رائے نہایت اہم ہے۔:

"دورِ حاضر میں اردو نعت گوئی میں متنوع موضوعات کا اضافہ ہوا ہے۔ الطاف حسین حالی سے شروع ہونے والے نعتیہ سلسلے نے دورِ جدید میں نعت کے موضوعاتی دائرے کو روایت سے نکال کر جِدت سے ہم آہنگ کرتے ہوئے اس میں ہمہ جہت پہلوؤں کو سمو کر اس کا دامن وسیع کر دیا گیا۔ موضوعاتی وُسعت نے نعت کے فکر و فن اور دِلکشی میں جو اضافہ کیا اس کا سہرا دورِ جدید کے شعرائے نعت کے سر جاتا ہے، اس سے نعتیہ شاعری کو بے حد فروغ ملا"۔(۱۷)

عارف عبدالمتین نے وسیع مطالعہ اور گہری سوچ و بچار کے بعد اِس حقیقت کا راز پالیا تھا کہ زندگی اور انسانی ذہن کی ساخت بے حد پیچیدہ ہے۔ انسان اگر شعور کو رہنمانہ بنائے تو وحشی جذبات و خیالات کے غلبے کی وجہ سے اشرف المخلوقات کے مرتبے سے گر جاتا ہے۔ نفسیاتی پیچیدگیوں کی خوراک بن جانا اُس کا مقدر ٹھہرتا ہے۔ مقصدِ حیات، فرد اور معاشرہ، روح اور مادے اور خالق و مخلوق میں کیا رشتے ہیں اور ان رشتوں کو بنھانے کے تقاضے کون سے ہیں؟ ان پوشیدہ حقائق کا راز جب عارف عبدالمتین نے پالیا اور صداقت کو پورے احترام اور کھلے دل سے قبول کیا تو پھر اُن صداقتوں کو ثنائے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے زمانے پر آشکار کرنا زندگی کا نصب العین بنالیا۔ چنانچہ پروفیسر محمد اکرم رضا عارف عبدالمتین کی نعت کے فنی پہلوؤں پر یوں رائے پیش کرتے ہیں:

"جدیدیت جدتِ فکر و فن کے حسن سے آراستہ ہو کر عارف عبدالمتین کے لیے نعت گوئی کا وسیلہ بنتی ہے، تو اور ہی کیف آفریں سماں دیکھنے کو ملتا ہے۔ حسین تشبیہات، دلکش استعارات، عصرِ نو کی ادبی روایات کی امین برجستہ تراکیب، زبان و بیان کی سحر طرازی، الفاظ کے حسنِ انتخاب کو جلوہ گاری، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہاں آکر جدیدیت نے اپنے لئے جو خلعت پسند کیا ہے وہ ہر طرح سے مرصع اور جاذبِ فکر و نظر ہے"۔(۱۸)

بلاشبہ عارف عبدالمتین کی نعت گوئی اُردو زبان و ادب میں ایک حسین اور گراں قدر اضافہ ہے۔ اُلفتِ رسول اور عشقِ رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کو چھوتے ہوئے ہمیشہ خود کو سیرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھالنے کی کاوش ہے۔

حوالہ جات

1۔ عارف عبدالمتین: بے مثال؛ مطبوعہ کاروان ادب، ملتان، 1985ء، ص14

2۔ ایضاً، ص17

3۔ تنویر اعظم: ضلع گوجرانوالہ میں اُردو نعت گوئی کا آغاز وارتقاء؛ مشمولہ، سہ ماہی فروغِ نعت؛ اٹک، شمارہ 12 اپریل تا مئی 2016ء، ص42

4۔ بے مثال؛ ص24

5۔ لبنیٰ نثار: عارف عبدالمتین کی ادبی خدمات؛ غیر مطبوعہ مقالہ برائے ایم فل اُردو، مملوکہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 2000ء، ص80

6۔ بے مثال؛ ص14

7۔ عزیز احسن، ڈاکٹر: پاکستان میں اُردو نعت کا ادبی سفر؛ مشمولہ سہ ماہی ادبیات، اسلام آباد، شمارہ نمبر ۱۰۱، جنوری تا جون 2016ء، ص253

8۔ بے مثال؛ ص47

9۔ علیم صبا نویدی: نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربے؛ مطبوعہ ٹمل ناڈو اُردو پبلیکیشنز چنئی، 2006ء، ص10

10۔ آنسہ شوکت چغتائی: اُردو نعت کے جدید رجحانات؛ غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی، 1990ء، مملوکہ جامعہ سندھ جام شورو، ص6

11۔ بے مثال؛ ص21

12۔ شہزاد احمد: پاکستان میں نعتیہ شاعری کا تحقیقی جائزہ؛ غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی، کلیہ معارفِ اسلامیہ، جامعہ کراچی 2012ء، ص10

13۔ افضال احمد انور: اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ؛ غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی (اُردو) مملوکہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 2002ء، ص19

14۔ عزیز احمد، ڈاکٹر: اُردو نعت کا ادبی سفر؛ مشمولہ، سہ ماہی ادبیات، اسلام آباد، شمارہ نمبر، 2014، 101ء، ص277

15۔ بے مثال؛ ص39

16۔ عرش صدیقی: عارف عبدالمتین کی نعتیہ شاعری؛ مشمولہ، سہ ماہی مفیض، گوجرانوالہ، جلد نمبر 3، شمارہ نمبر 11-12، ستمبر 1993ء، ص63

17۔ محمد عثمان: سعادت حسن آس کی اُردو نعت گوئی؛ غیر مطبوعہ مقالہ برائے ایم فل اُردو، مملوکہ نادرن یونیورسٹی، نوشہرہ، 2021ء، ص120

18۔ محمد اکرم رضا، پروفیسر: نعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے شاعر بے مثال؛ مشمولہ، سہ ماہی مفیض، گوجرانوالہ، جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر 11-12، ستمبر تا دسمبر 1993ء، ص53